مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے معلوم ہوا ہے کہ حضور بخیر وعافیت ہیں ::

مرکزی دفاتر میں ملازمت کے امید واروں سے انٹرویو کے لئے جناب چوہدری نقیر محمد صاحب انسپکٹر پولیس رہتک ۔ جناب قاضی محمد اسلم صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور ۔ اور جناب چوہدری محمد شریف صاحب وکیل منٹگمری تشریف لائے ۔ اور امید واروں سے ملاقات کرکے اپنی رپورٹ مرتب کی ::

خاکسار ایڈیٹر الفضل کی اہلیہ کچھ عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں ۔ احباب کرام سے ان کی صحت کے لئے دردمندانہ درخواست دُعا ہے ::

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

لذائذ کا مزا صرف تقویٰ ہی سے آتا ہے

(فرمودہ ۱۶ اگست سنہ ۱۹۰۲ء)

"ان (کفار) کو جو بہشت میں کہا جاتا ہے ۔ ان کی خودکشیوں کو دیکھو ۔ کہ کس قدر کثرت سے ہوتی ہیں ۔ تھوڑی تھوڑی باتوں پر خودکشی کر لیتے ہیں ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ایسے ضعیف القلب اور پست ہمت ہوتے ہیں ۔ کہ غم کی برداشت ان میں نہیں ہے ۔ جس کو غم کی برداشت اور مصیبت کے مقابلہ کی طاقت نہیں ۔ اس کے پاس راحت کا سامان بھی نہیں ہے ۔ خواہ ہم اس کو سمجھا سکیں ۔ یا نہ سمجھا سکیں ۔ اور کوئی سمجھ سکے ۔ یا نہ سمجھ سکے ۔ حقیقت الامر یہی ہے ۔ کہ لذائذ کا مزا صرف تقوے ہی سے آتا ہے ۔ جو متقی ہوتا ہے ۔ اس کے دل میں راحت ہوتی ہے ۔ اور ابدی سرور ہوتا ہے ۔ دیکھو ایک دوست کے ساتھ تعلق ہو ۔ تو کس قدر خوشی اور راحت ہوتی ہے ۔ لیکن جس کا خدا سے تعلق ہو ۔ اُسے کس قدر خوشی ہوگی ۔ جس کا تعلق خدا سے نہیں ہے ۔ اسے کیا امید ہو سکتی ہے ۔ اور امید ہی تو ایک چیز ہے ۔ جس سے بہشتی زندگی شروع ہوتی ہے "

(الحکم ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۲ء)

اخبار احمدیہ

اعلان بیعت

مولوی نبی بخش صاحب امام مسجد منگر وٹھ نمبری تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔ بیوی بچوں سمیت بیعت کر کے داخل احمدیت ہو گئے ہیں۔ ان کی خواہش کے مطابق اعلان کیا جاتا ہے۔ پرائیویٹ سیکرٹری

راولپنڈی میں احمدی بیرسٹر

ملک محمد حسین صاحب احمدی بیرسٹرایٹ لاء نے جونیروبی (کینیا کالونی) میں دس سال تک پریکٹس کرتے رہے۔ راولپنڈی میں پریکٹس شروع کر دی ہے۔ ملک صاحب نے دو ماہ کشمیر میں کشمیر کمیٹی کا کام بھی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے کام میں برکت دے۔

ایک احمدی کا دردناک قتل

۳۱- جولائی ۱۹۳۲ء کو دن دیہاڑے چودھری میراں بخش صاحب احمدی برادر عزیز منشی سلطان عالم صاحب احمدی سکنہ ٹوڈیالہ ضلع گوجرات کو چند اشخاص نے کلہاڑیوں سے قتل کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مقتول نہایت وجیہ اور خوبصورت جوان تھا۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ اور یہ بھی دعا کریں کہ قاتلین کیفر کردار کو پہونچیں۔ محمد الدین تہالوی

تبدیلی

ڈاکٹر مرزا عبدالقیوم صاحب والٹن ٹریننگ سکول لاہور سے تبدیل ہو کر ریلوے ڈسپنسری ملتان چھاؤنی چلے گئے ہیں۔ لہذا وہاں کے احمدی احباب اُن سے تعارف پیدا کریں۔ خاکسار مرزا عبدالرؤف قادیان

درخواست ہائے دعا

(۱) میرا چھوٹا بھائی شیخ عبدالرحیم چند روز سے بیمار ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار عبدالکریم از پٹھان کوٹ۔

(۲) میرا بھائی فضل الدین موضع شاہ پور میں عرصہ دو ماہ سے بیمار ہے۔ عزیز کی صحت یابی کے لئے تمام احمدی حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے۔ اور دل سے دُعا فرمائیں۔ کہ خداوند کریم شفا عنایت کرے۔ خاکسار محمد الدین۔ کلرک "الفضل"

دُعائے مغفرت

۱- جناب سیٹھ محمد غوث صاحب احمدی حیدرآباد کی اہلیہ صاحبہ جو نہایت متقی پارسا۔ سخی۔ خادم مذہب تھیں۔ رحلت فرما گئی ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام جنت میں عطا فرمائے۔ اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے محمد اسمٰعیل جاگیر دار چھپری جماعت

۲- میری لڑکی ۱۴ اگست کو فوت ہو گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب سے درخواست ہے۔ کہ دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار محمد الدین از کابل نور

کشمیر کمیٹی کے وکلاء کی مساعی حسنہ کے نتائج

۱- اپیل محمد یوسف صاحب بی۔ اے بنام سرکار۔ ملزم کو تین ماہ سزائے قید اور پچاس روپیہ جرمانہ آرڈی ننس کے ماتحت ہوا تھا۔ اپیل ثانی میں چیف جسٹس سر دلال نے فرمایا۔ چونکہ ملزم سزا بھگت چکا ہے۔ اور جرمانہ واپس مل سکتا ہے۔ اس لئے بحث کی ضرورت کیا ہے۔ کہا گیا۔ کہ چونکہ ملزم ایک شریف گریجویٹ باشندہ ریاست ہے۔ قرار داد مجرمیت سے اس کی آئندہ ترقی پر اثر پڑ سکتا ہے۔ اور ہمیں کامل یقین ہے۔ کہ مقدمہ محض غلط ہے۔ اس پر بحث ہوئی۔ جو درست تسلیم کی گئی۔ اور اپیلانٹ بالکل بری کر دیا گیا۔ اور فیصلہ کیا گیا۔ کہ الزام ثابت نہیں۔

۲- عبدالوہاب و مسور خاں بنام سرکار۔ اپیل ثانی میں تین تین ماہ قید کم کی گئی۔ اپیل اول میں پیشتر تین تین ماہ کمی ہو چکی تھی۔ چھ چھ ماہ قید باقی رہی جو قریب الختم ہے۔

۳- زاہد محمد اکبر صاحب میرپوری کی اپیل ہائی کورٹ میں کی گئی۔ اور بحث میں سر دلال کا فیصلہ ۱۹۲۸ - الہ آباد ۴۴۳ بمقدمہ حال سے عین مطابق پیش کیا گیا۔ جو اس وجہ سے تمیز کیا گیا۔ کہ یہاں پر اپیلانٹ نے آئندہ کے لئے بھی اپنے آپ کو شورش پیشہ تسلیم کیا تھا۔ اپیل اس حد تک منظور ہوئی۔ کہ تعداد ضمانت پانچ ہزار کی بجائے صرف ایک ہزار روپیہ کر دی گئی۔

۴- مولوی سلیمان شاہ صاحب اور مولوی سیف اللہ شاہ صاحب جو مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی کے برادران حقیقی ہیں اور علاقہ لولاب میں مشہور عالم اور پیر ہیں۔ دونوں کو اس الزام میں چھ چھ ماہ قید اور سو سو روپیہ جرمانہ ہوا تھا۔ کہ وہ متوازی حکومت قائم کر کے گورنر اور جج ہائیکورٹ علاقہ لولاب میں بنے اور فیصلے کرتے رہے۔ عدالت ہائے ماتحت کا فیصلہ جسٹس عبدالقیوم صاحب نے مسترد فرما کر دونوں اپیلیں منظور کیں۔ الزام واقعۃً اور قانوناً غیر ثابت شدہ قرار دیا گیا۔ اور ہر دو اصحاب کو بری کیا گیا۔ یہ بریت نہایت عظیم الشان کامیابی ہے جس پر ہم شیخ محمد احمد صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب کو جنہوں نے محنت سے اس مقدمہ کی پیروی کی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

۵- اپیل اول۔ موسٰی شیخ۔ ملہ علی۔ ملہ عیلو۔ یا قرا قمر بنام سرکار ملزمان کو سول نافرمانی کر کے درختہائے توت و چنار کاٹنے کے جرم سرقہ میں ۴-۴ ماہ قید اور پانچ پانچ روپیہ جرمانہ ہوا تھا۔ اپیل منظور کر کے صاحب سیشن جج سری نگر نے چاروں ملزموں کو بری فرما دیا۔

۶- ہندواڑہ میں گولی چلنے کے واقعہ سے متعلق مشہور مقدمہ ہائی کورٹ میں باجلاس سر بی دلال دخان بہادر مسٹر جسٹس عبدالقیوم زیر اپیل ہے۔ شیخ محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ نے چار گھنٹہ بحث کی۔ ابھی بحث جاری ہے۔ اس وقت ۲۱ ملزمان اپیلانٹ ہیں۔ جن کو عدالت ہائے ماتحت نے شدید سزائیں دی ہیں۔ مقدمہ میں ایک سو بیس گواہ اور تقریباً دو ہزار صفحہ کی روئداد ہے۔ شمس کاشمیری

قادیان بٹالہ ریلوے لائن

ڈپٹی ڈائرکٹر صاحب ریلوے بورڈ شملہ کی اطلاع

قادیان بٹالہ ریلوے لائن کے متعلق جو افواہ پھیلی ہوئی تھی۔ اس کی تردید میں ایجنٹ صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے کی ایک چٹھی کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اب نظارت امور خارجہ سلسلہ احمدیہ کو ڈپٹی ڈائرکٹر صاحب ریلوے بورڈ شملہ نے بھی اطلاع دی ہے۔ کہ قادیان۔ بٹالہ۔ ریلوے لائن کے بند ہونے کی افواہ بالکل غلط ہے۔ یہ لائن ان لائنوں میں سے نہیں ہے۔ جن کے متعلق یہ سفارش ہوئی ہے۔ کہ ان کو بند کر دیا جائے۔

ہم ریلوے حکام کی اس نوازش کے ممنون ہیں۔ کہ انہوں نے ایسی افواہ کی تردید ضروری سمجھی۔ جو جماعت احمدیہ کے لئے بہت بے چینی کا موجب ہو رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ہم اپنی جماعت کو یہ تحریک کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ بٹالہ اور قادیان کے درمیان سفر کرتے ہوئے یا مال و اسباب کے لئے لاریوں کی بجائے ریل گاڑی کو ترجیح دیا کریں۔ کیونکہ یہ موٹر اور لاری کے مقابلہ میں ایک تو محفوظ اور پُر امن طریق سفر ہے۔ اور دوسرے ریلوے کے ساتھ تعاون کرنا ضروری ہے۔ جب ریلوے حکام کو اس چھوٹی سی لائن کی اہمیت کا اس قدر احساس ہے۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ آمد و رفت کے ذریعہ اس احساس کو نہ صرف قائم رکھیں۔ بلکہ اس میں اضافہ کرتے رہیں۔

انتقال پُر ملال

رنج و افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ حکیم مولوی محمد سجاد حسین صاحب نے جو طبیب حاذق کی حیثیت سے امتیاز رکھتے تھے۔ ۱۱ اگست کو لکھنؤ میں انتقال کیا۔ ہم اس صدمہ میں ڈاکٹر محمد عمر صاحب احمدی۔ مولوی محمد عثمان صاحب احمدی مولوی محمد ذبیر صاحب احمدی اور مولوی محمد طلحہ صاحب احمدی ایڈووکیٹ سے جو مرحوم کے برادران حقیقی ہیں۔ دلی ہمدردی رکھتے ہیں اور ہماری دُعا ہے۔ کہ خدا مرحوم کو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ راگست ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

155

مسلمانانِ الور کے ناقابل برداشت مصائب

حکومت ہند سے تحقیقاتی کمیشن مقرر کرنے کا مطالبہ

مسلمانانِ الور کے مصائب کا سلسلہ تو ایک عرصہ سے چلا آ رہا ہے۔ اور ان کے خلاف چیخ وپکار بھی مدت سے کی جا رہی ہے۔ لیکن کوئی شنوائی نہ ہونے اور مصائب کے ناقابل برداشت حد تک پہونچ جانے کی وجہ سے مسلمانوں نے باقاعدہ جد وجہد کرنے اور دنیا کو اپنے آلام کی داستان سنانے کا تہیہ کر لیا ہے۔

دربار الور کا افسوسناک رویہ

دربار الور بجائے اس کے کہ مسلمانوں کی شکایات کو دور کرنے کی طرف متوجہ ہو۔ ان کے ساتھ اس وقت تک جو غیر منصفانہ سلوک کیا گیا ہے۔ اس کے ازالہ کی کوشش کرے۔ ان کے مذہبی اور دینی احساسات کو جس بے دردی سے کچلا گیا ہے۔ اس کا مداوا کرے۔ اس کوشش میں ہے۔ کہ اندرون ریاست کے مسلمانوں کو جبر وتشدد سے خموش کرا دے۔ اور بیرون ریاست کے مسلمانوں کو یہ کہہ کر مطمئن کر دے۔ کہ ریاست کے مسلمانوں کو تو کوئی شکایت نہیں۔ بیرونی لوگوں نے خواہ مخواہ شور مچا رکھا ہے۔

ریاستی اعلان

چنانچہ ریاست کے سکرٹری صاحب نے حال میں جو اعلان کیا ہے۔ اس میں لکھ بھی دیا ہے۔ کہ ریاست کے مسلمان مطمئن ہیں۔ بیرون ریاست کے مفسد لوگ خواہ مخواہ شور مچا رہے ہیں ریاستی مسلمانوں کے مطمئن ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ اس وقت تک ہر طبقہ اور ہر عمر کے قریباً دس ہزار مسلمان مرد، عورتیں اور بچے اپنے گھر بار۔ مال واموال چھوڑ چھاڑ کر الور سے جے پور۔ اجمیر۔ ریواڑی۔ فیروزپور جھرکہ۔ گوڑگاؤں حصار۔ آگرہ۔ بھرت پور۔ دہلی وغیرہ مقامات پر جا چکے ہیں۔ اور سفر وغریب الوطنی کی نہایت ہی صبر آزما تکالیف جھیل رہے ہیں۔ کوئی معمولی عقل وسمجھ کا انسان بھی یہ خیال نہیں کر سکتا۔ کہ اپنے گھروں میں امن وچین سے بیٹھے ہوئے لوگ خواہ مخواہ گھر بار چھوڑ کر در بدر کی ٹھوکریں کھانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں ہر ایک یہی یقین کرنے پر مجبور ہوگا۔ کہ انہوں نے اپنی تکالیف کو ناقابل برداشت پا کر اپنے آپ کو قسمت کے حوالے کر دیا۔ اور وہ وطن کی پُرامن رہائش پر غریب الوطنی کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن دربار الور یہی کہتا چلا جا رہا ہے۔ کہ اندرون ریاست کے مسلمان بالکل مطمئن ہیں۔ اور انہیں کوئی شکایت نہیں۔

وفد کے باریاب ہونے سے انکار

پھر باوجود اس ادعائے باطل اور دھوکہ دہی کے دربار اس بات کے لئے تیار نہیں۔ کہ معزز مسلمانوں کا کوئی وفد ریاست میں داخل ہو کر مسلمانوں کی حالتِ زار کی طرف دربار کو توجہ دلائے چنانچہ دربار نے اس وفد کو باریاب ہونے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جو اس مقصد کے لئے آل انڈیا مسلم کانفرنس ایسی ذمہ وار جماعت نے بھیجنا تجویز کیا تھا۔ علاوہ ازیں دربار نے ۲۹۔مئی کے افسوسناک حادثات کی تحقیقات کے لئے جبکہ ریاست کی افواج نے مسلمانوں پر گولی چلائی تھی۔ آزاد کمیشن مقرر نہیں کیا۔

مسلمانانِ ہند کا فرض

ان حالات میں مسلمانانِ ہند کا فرض ہے۔ کہ الور کے مظلوم مسلمانوں کی تائید وحمایت میں پُر زور آواز اٹھائیں۔ اور دربار الور کو آئینی طریق سے مجبور کر دیں۔ کہ وہ مسلمانوں کی شکایات کو دور کرے۔ اور ان کے ساتھ منصفانہ سلوک روا رکھے۔ کیونکہ ناانصافی اب حد سے گزر گئی ہے۔

مسلمانان الور کی شکایات

عام متعصبانہ سلوک کے علاوہ جو ہر ہندو ریاست میں مسلمانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مسلمانان الور کو جو بڑی بڑی شکایات ہیں۔ وہ مختصر الفاظ میں یہ ہیں:-

مساجد کی بے حرمتی

متعدد مساجد کی بے حرمتی کی گئی ہے۔ ایک مسجد کو ریاست کے گودام میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ دو مسجدیں ریاستی مدارس میں منتقل کر دی گئی ہیں۔ ایک مسجد ایک ہندو کے پاس فروخت کر دی گئی ہے جو اسے معمولی مکان کی حیثیت سے استعمال کر رہا ہے ایک مسجد کو مندر میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

مذہبی تعلیم کی بندش

اسلامی مکاتب بند کر دیئے گئے۔ اور مذہبی تعلیم روک دی گئی ہے۔ چنانچہ ریاست میں ۲۷۔جولائی ۱۹۲۷ء کا یہ حکم رائج ہے۔ کہ "جتنے پرائیویٹ اسلامی مکتب ہوں۔ جو اہل اسلام کے بچوں کو مذہبی تعلیم دیتے ہوں۔ وہ بند کئے جائیں"۔

اس کے ساتھ ہی کل نظامتوں میں یہ حکم ارسال کیا گیا۔ کہ "مسلمانوں کے جتنے مکتب یا سکول مذہبی تعلیم کے لئے کھلے ہوئے ہوں۔ ان کے کارکنوں کو بلا کر اور اس فرمان کے مطالب سمجھا کر ان کو سہولت سے بند کرا دیں"۔

ریاست کی طرف سے اس بارے میں یہ کہا جا رہا ہے۔ کہ چونکہ سرکاری سکولوں میں مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ اس لئے پرائیویٹ مکاتب جاری رکھنے کی ضرورت نہ رہی لیکن جس مذہبی تعلیم کو ریاستی سکولوں میں جاری کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ اس کے متعلق یہ ہدایت نافذ کی جا چکی ہے۔ کہ

"اس بات کا خیال رکھا جائے۔ کہ مسلمانوں کی مذہبی تعلیم راج کے عام سکولوں میں کتابوں کے ذریعہ سے نہیں دی جائے گی۔ بلکہ زبانی دی جائے گی۔ جس سے ان کو اُردو نہ پڑھنا پڑے۔ اور اس طرح وہ راج کی سیوا سے محروم نہ رہ جائیں"۔

ایک طرف مسلمانوں کے مکاتب کو کلی طور پر بند کر دینا۔ اور دوسری طرف ان کی مذہبی تعلیم کے متعلق یہ پابندی کر دینا۔ کہ ریاستی سکولوں میں کتابوں کے ذریعہ نہ دی جائے۔ سوائے اس کے اور کیا مطلب رکھتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو مذہبی تعلیم سے محروم رکھا جائے۔ مسلمانوں کے نزدیک دینی تعلیم سے مراد چند باتیں زبانی سن لینا نہیں۔ عربی کی تعلیم پانا ہے۔ اور چونکہ ہر مسلمان کے لئے علم عربی کمل طور پر حاصل کرنے کا انتظام نہیں۔ اس لئے اُردو کی تعلیم ضروری ہے تاکہ جو مذہبی لٹریچر اُردو میں منتقل ہو چکا ہے۔ اس سے واقفیت حاصل کرے۔ لیکن ریاست نے کتابوں کے ذریعہ تعلیم پانے کی ممانعت کر کے اُردو کی تعلیم سے صریحاً اور قرآن کریم پڑھنے سے بالواسطہ روک رکھا ہے۔

اردو کو مٹانے کی کوشش

مسلمانانِ الور کو ایک اور شکایت یہ ہے۔ کہ ریاست نے اردو رسم الخط اڑا کر اس کی بجائے ہندی جاری کر دی ہے اور روز بروز اردو کو مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے مسلمانوں کے لئے چونکہ اردو کے بغیر اپنے مذہبی اور قومی لٹریچر سے واقف ہونا ناممکن ہے۔ اس لئے وہ نہایت سختی کے ساتھ ریاست کی اس حرکت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں ؛

داڑھی منڈانے کی شرط

مسلمانوں کو ایک بہت بڑی شکایت یہ بھی ہے۔ کہ ریاستی نوکریوں کے حصول کی ایک شرط داڑھی منڈانا قرار دی گئی ہے۔ اور یہ اسلامی احکام کے لحاظ سے مذہبی مداخلت ہے۔ اس شرط کو اڑا دیا جائے ؛

گولی چلائی گئی

نیمتھ۔ اور گرد کے مسلمانوں پر بلا وجہ ریاستی فوج نے گولی چلا دی جس کے نتیجہ میں دو مقتول اور چودہ زخمی ہوئے۔ مسلمانوں نے اس بارے میں تحقیقات کرانے کا پرزور مطالبہ کیا۔ لیکن ریاست نے کوئی کارروائی نہ کی ؛

مسلمانوں کی گرفتاریاں

اس وقت تک متعدد مسلمانوں کے چالان ہو چکے ہیں۔ اور کسی منصفانہ کارروائی کے بغیر انہیں سخت سزائیں دی جا چکی ہیں۔ کسی وکیل کو ان کے مقدمات کی پیروی کرنے کی اجازت نہیں دی گئی ؛

تشدد جاری ہے

اب بھی ریاستی حکام ہر طرح مسلمانوں کو تنگ کر رہے تکالیف پہونچا رہے ہیں۔ حتی کہ ریاست کے حق میں بیانات دینے پر مجبور کر رہے ہیں۔ اور ان شکایات کے انسداد کے لئے جن کا مختصراً اوپر ذکر آ چکا ہے۔ اور جن میں سے ہر ایک نہایت اہم ہے۔ اس وقت تک کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ اور سارا الزام بیرونِ ریاست کے لوگوں پر رکھ کر اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھا جا رہا ہے ؛

آزاد کمیشن کے لئے درخواست

ان حالات میں ضروری ہے۔ کہ معزز اور بااثر مسلمانوں کا ایک وفد وائسرائے ہند کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام حالات سے ہز ایکسی لنسی کو آگاہ کرے۔ اور درخواست کرے۔ کہ مسلمانان الور کی شکایات کی تحقیقات کے لئے ایک آزاد کمیشن مقرر کریں۔ آخر باشندگان ریاست کے مصائب کے خاتمہ کی بھی کوئی صورت ہونی چاہیئے۔ اور جبکہ کوئی ریاست صریح طور پر رعایا کے ایک کثیر حصہ کی محض مذہبی اختلافات کے باعث حق تلفی روا رکھے۔ اور بار بار توجہ دلانے کے باوجود باز نہ آئے۔ تو سوائے اس کے کیا چارہ کار ہے۔ کہ حکومت ہند مداخلت کرے۔ اور اپنے طور پر تحقیقات کرا کر حقیقت حال سے آگاہی حاصل کرے۔ اگر حکومت نے جلد توجہ نہ کی۔ اور مسلمانان الور کو جن کی ریاست میں ۲ فیصدی آبادی ہے۔ ریاستی مظالم اور بے انصافیوں سے نجات نہ دلائی۔ تو کوئی عجب نہیں۔ ریاست کشمیر سے بھی زیادہ نازک حالات میں سے ریاست الور کو گزرنا پڑے۔ کیونکہ مسلمانانِ ہند اب قطعاً یہ برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کہ ان کے مذہبی۔ اور تمدنی حقوق کو بے دردی کے ساتھ پامال کیا جائے۔ اور انہیں ناانصافی کا تختہ مشق بنایا جائے ؛

پنجاب میں تلوار رکھنے کی آزادی کا مطالبہ

آل انڈیا مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کا جو اجلاس حال میں ہوا ہے۔ اس میں ایک قرارداد یہ پاس کی گئی ہے۔ کہ تمام پنجاب میں تلوار کو قانونِ اسلحہ کی زد سے مستثنٰے قرار دیا جائے۔ اب جبکہ کئی ایک اضلاع میں تلوار کو قانون اسلحہ سے مستثنٰے کر کے حکومت دیکھ چکی ہے۔ کہ اس سے حالات پر کوئی ناگوار اثر نہیں پڑا۔ تو بقیہ اضلاع میں بھی تلوار رکھنے کی کھلی اجازت دے دینے سے کوئی حرج نہیں ہوگا۔ اور ضرور حکومت کو یہ مطالبہ منظور کر لینا چاہیئے۔ لیکن دیکھنے کے قابل یہ امر ہے۔ کہ کیا جن اضلاع میں تلوار رکھنے کی اجازت ہے۔ وہاں عام طور مسلمانوں کے پاس تلواریں موجود ہیں۔ ہمارا تو خیال ہے۔ کہ تلواریں موجود ہونا تو الگ رہا۔ اکثر دیہاتوں میں لوگوں کو یہ بھی معلوم نہ ہوگا۔ کہ وہ آزادانہ طور پر تلوار رکھ سکتے ہیں۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس کو چاہیئے۔ کہ جہاں اس نے بقیہ اضلاع میں تلوار رکھنے کی اجازت ہونے کا مطالبہ کیا ہے۔ وہاں وہ اس بات کا بھی انتظام کرے۔ کہ جہاں تلوار رکھنے کی آزادی ہے۔ وہاں ہر مسلمان کے ہاں چھوٹی موٹی تلوار ضرور ہو۔ اس کی ضرورت اور اہمیت بتائی جائے۔ اور تلوار خریدنے کے لئے آسانیاں مہیا کی جائیں۔ جب تک اس طرف توجہ نہ کی جائے گی۔ اس وقت تک اگر باقی کے اضلاع میں بھی تلوار رکھنے کی آزادی ہو گئی۔ تو اس سے کیا فائدہ ؛

یوروپین ایسوسی ایشن کی تجویز

آل انڈیا یوروپین ایسوسی ایشن نے آٹھ اور دس اگست کو کلکتہ میں اپنی کونسل کا اجلاس کرنے کے بعد ملک کی موجودہ حالت کے متعلق جو بیان شائع کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے :-

"اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ بعض صوبے اصلاحات کے متعلق گورنمنٹ سے تعاون کے لئے تیار نہیں۔ ایسوسی ایشن کے ممبروں میں بے چینی بڑھ رہی ہے۔ اور وہ محسوس کرتے ہیں کہ کانگرس اور دہشت انگیزوں کی سرگرمیاں آخرکار ترقی کے رستہ میں روکاوٹ ثابت ہونگی۔ اگر اس قسم کی دور رس اصلاحات جیسا کہ ملک معظم کی گورنمنٹ کا خیال ہے۔ رائج کر دی گئیں۔ تو بہت سی مشکلات اور خطرات پیدا ہو جائیں گے۔ ایسوسی ایشن گورنمنٹ کی توجہ ان حالات کی طرف مبذول کراتی ہوئی ان صوبوں میں سیلف گورنمنٹ کی ترویج کی زبردست مخالفت کرتی ہے۔ جن میں لوگ گورنمنٹ کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور جہاں گورنمنٹ کو چلانے کے لئے اقتصادی اور مالی حالات بہتر نہیں ہیں"۔

یہ بعینہٖ اسی قسم کی تجویز ہے۔ جس قسم کی سکھ اور ہندو پنجاب کے متعلق پیش کر رہے ہیں۔ کہ چونکہ پنجاب کی مختلف اقوام آپس میں کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکیں۔ اس لئے پنجاب میں اصلاحات نافذ نہ کی جائیں۔ بلکہ ایک رنگ میں یوروپین ایسوسی ایشن کی تجویز زیادہ اہمیت رکھتی ہے کیونکہ اس میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ جہاں حکومت سے تعاون کی بجائے روکاوٹ پیدا کی جا رہی ہے۔ وہاں اصلاحات نافذ نہ کی جائیں۔ لیکن کوئی خیر خواہ وطن اس تجویز کو پسند نہیں کرے گا۔ اسی طرح ہندوؤں کی یہ تجویز نفرت کی نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل ہے۔ کہ پنجاب میں اصلاحات کو ملتوی کر دیا جائے ؛

سکھ اور فرقہ وارانہ اکثریت

سکھوں کی جنگی کونسل کے سکرٹری نے ایک اعلان میں لکھا ہے۔

"سکھ کسی بھی فرقہ وارانہ اکثریت کو برداشت نہیں کر سکتے سکھ ۲۴۔ جولائی کی میٹنگ میں فیصلہ کر چکے ہیں۔ کہ فرقہ وارانہ اکثریت کی آخری دم تک مزاحمت کی جائے گی۔ اور اس وقت تک جد وجہد جاری رہے گی۔ جب تک پنجاب کی تینوں اقوام کو اس طریقہ سے نمائندگی حاصل نہیں ہو جاتی۔ کہ کوئی واحد قوم دوسری دونوں اقوام کے بغیر آزادانہ طور پر حکومت نہ کر سکے"۔

(ملاپ ۱۱ اگست)

سمجھ میں نہیں آتا۔ اس قسم کے اعلان کرنے والے سکھ مرکزی حکومت میں ہندوؤں کی اکثریت برداشت کرنے کے لئے کیوں بخوشی تیار ہیں۔ اور کیوں اس کے لئے یہ اصل پیش نہیں کرتے۔ کہ مرکز میں اقلیتوں کو ایسے طریق پر نمائندگی حاصل ہونی چاہیئے۔ کہ اکثریت ان کے بغیر آزادانہ حکومت نہ کر سکے۔ دراصل یہ ساری شورش مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کے لئے ہے۔ نہ کہ کسی اصل کے ماتحت ؛

احمدیت کے متعلق مضمون

قرآن کا مسیحؑ

اور

انجیل کا یسوعؑ

بعثت مسیح موعودؑ

انیسویں صدی کے اواخر میں جب عیسائیت کی طرف سے اسلام پر پے بہ پے حملے ہونے لگے۔ اور عابدین یسوع نے بندگان خدا کو اپنے مخصوص طریق کا شکار کرکے پرستاران صلیب کی فہرست میں شامل کرنا شروع کر دیا۔ تو خدا تعالےٰ نے اپنے رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق سرزمین قادیان سے افواج اسلامی کے فتح نصیب جرنیل اور کاسر صلیب "سپہ سالار کو حضرت مرزا غلام احمدؐ قادیانی کی شکل میں کھڑا کیا۔ خدا تعالےٰ کے اس پیارے کی آواز میں اس قدر ہیبت تھی۔ کہ اس کے مبعوث ہوتے ہی افواج نصرانیت میں تہلکہ مچ گیا۔ اور مصنوعی خداؤں کی امداد ان کو اس فاتح حقیقی کی گرفت سے بچا نہ سکی

عیسائیت کی بنیاد

عیسائیت کی تمام تر بنیاد یسوع کی اس فوق العادت مگر موہوم شخصیت پر تھی۔ جسکا استنباط وہ لوگ قرآن مجید سے بھی کرتے تھے۔ اور اس طرح سے ایک طرف تو وہ عام مسلمانوں کے مسلمات کی رو سے یسوع کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر فضیلت ثابت کرتے تھے۔ اور دوسری طرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دل کھول کر گالیاں دیتے۔ اور حضور کی پاکیزہ زندگی پر نہایت بے باکی سے زبان طعن دراز کرتے۔ مسلمانوں کے لئے دونوں پہلوؤں سے ان کا جواب دینا مشکل تھا۔ کیونکہ بدقسمتی سے وہ یسوع کے متعلق تمام ان باتوں پر ایمان رکھتے تھے۔ جو عیسائی معترضین قرآن مجید کے حوالہ سے غلط طور پر یسوع کی طرف منسوب کرتے تھے

حضرت مسیح موعود کا اعلان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر علی سبیل الالزام یسوع کی حد درجہ قابل اعتراض زندگی پر سے پردۂ خفاء ہٹا کر بائیبل کی رو سے اس کی حقیقی شکل دنیا کو دکھا دی۔ اور اعلان فرما دیا۔ کہ

(۱) "مسلمانوں کو واضح رہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے یسوع کی قرآن شریف نے کچھ خبر نہیں دی۔ کہ وہ کون تھا۔؟ اور پادری اس بات کے قائل ہیں۔ کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا۔ اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا۔ اور کہا۔ کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔"

(انجام آتھم ضمیمہ حاشیہ ص۹)

(۲) "ہمیں پادریوں اور ان کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دیکر ہمیں آمادہ کیا۔ کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔ چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زانی لکھا ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بہت گالیاں دی ہیں۔" "اگر پادری اب بھی اپنی پالیسی بدل دیں۔ اور عہد کرلیں۔ کہ آئندہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں نہیں نکالیں گے۔ تو ہم بھی عہد کرینگے کہ آئندہ نرم الفاظ کے ساتھ ان سے گفتگو ہوگی۔ ورنہ جو کچھ کہیں گے۔ اس کا جواب سنیں گے" (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۸)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اعلان کسی شرح تشریح کا محتاج نہیں۔ ہم یہ بات دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں۔ اور ہمارے پاس اس دعویٰ کے دلائل ہیں۔ کہ موجودہ اناجیل جس یسوع کو پیش کرتی۔ اور بانی عیسائیت قرار دیتی ہیں۔ اس کی ایسی شخصیت ہے۔ کہ اسے خدا۔ خدا کا بیٹا۔ نبی یا رسول کہنا تو کجا صحیح طور پر با اخلاق انسان بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ موجودہ اناجیل نے یسوع کی ایسی تصویر کھینچی ہے۔ کہ اسے دیکھ کر ایک منصف مزاج انسان اس صداقت کے ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ یقیناً یقیناً یہ اس خدا کے برگزیدہ نبی کی تصویر نہیں ہو سکتی۔ جسکا قرآن مجید نے مسیح۔ عیسیٰ اور ابن مریم کے نام سے ذکر کیا ہے۔ "انجیل" کا حامل قرار دیا ہے۔ آؤ ذرا قرآن مجید کے مسیح علیہ السلام اور انجیل کے یسوع کا مقابلہ کریں

نسب نامہ

قرآن مجید جس مسیح ابن مریم کو پیش کرتا ہے۔ اس کے نفس کو پاک اور مطہر قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا (مریم) کے الفاظ سے ثابت ہے۔ یہود نے خود اقرار کیا۔ کہ حضرت مریم کا نسب نامہ ان کے والد اور والدہ دونوں طرف سے پاک تھا۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کا نسب نامہ ایک ہی ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بغیر باپ کے ہوئی تھی۔ مگر اس کے بالکل برخلاف موجودہ انجیل جس یسوع کو پیش کرتی ہے۔ اس کا شجرۂ نسب حیرت انگیز طور پر قابل اعتراض ہے۔ چنانچہ متی پہلے باب کے شروع میں ہی جو "یسوع مسیح کا نسب نامہ" درج ہے۔ اس میں تین عورتوں۔ تامار۔ راحاب اور بنت سبع (اوریاہ کی بیوی) کا نام ہے (دیکھو متی ۱/۳، ۵، ۶) اور ان تینوں کے متعلق بائیبل یعنے پرانے عہد نامہ پیدائش ۳۸ یشوع ۲/۱ و ۲ سموئیل ۱۱/۳ میں علی الترتیب مذکور ہے۔ کہ وہ بدکار اور زناکار تھیں۔ یہاں تک کہ اوریاہ کی بیوی بنت سبع کے ساتھ تو مولا بالا عبارت میں حضرت داؤد علیہ السلام جیسے پاکباز نبی کو بھی ملوث کیا گیا ہے۔ اور نعوذ باللہ اس کے ساتھ ناجائز تعلق قائم کرنا لکھا ہے۔ اور اسی ناجائز رشتہ ہی سے یسوع کو داؤد کی نسل میں سے قرار دیا گیا ہے (مکاشفہ ۲۲/۱۶ و ۲ تمیتھیس ۲/۸) پس ثابت ہوا۔ کہ ایسا شجرۂ نسب رکھنے والا حضرت عیسیٰ نہیں ہو سکتا۔

ماں سے گستاخی

پھر قرآن مجید جس مسیح ابن مریم کو نبی اللہ اور رسولاً الیٰ بنی اسرائیل کی حیثیت میں پیش کرتا ہے۔ اس کے متعلق تو برًّا بوالدتی کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے خاص طور پر ان کو اپنی والدہ سے حسن سلوک کرنے اور تعظیم و تکریم محفوظ رکھنے کا حکم تھا۔ اور درحقیقت والدین کے متعلق "لا تقل لھما اُفٍّ" کے عام حکم سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ کسی با اخلاق آدمی کے لئے اپنے والدین کا فرمانبردار اور مطیع ہونا نہایت ضروری ہے۔ اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام تو چونکہ نبی اور رسول تھے۔ اس لئے بطریق احسن اپنی والدہ صدیقہ رضی کے فرمانبردار رہے۔ مگر جس یسوع کو موجودہ انجیل ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔ وہ اپنی والدہ سے نہایت گستاخانہ طریق سے خطاب کرتا تھا۔ چنانچہ موجودہ انجیل میں یسوع کا پہلا معجزہ شراب بنانا قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کے ضمن میں درج ہے۔

"جب شراب ختم ہو چکی۔ تو یسوع کی ماں نے اس سے کہا کہ ان کے پاس مے نہیں رہی۔ یسوع نے اس سے کہا اے عورت! مجھے تجھ سے کیا کام؟" (یوحنا ۲/۴)

گویا یسوع اپنی والدہ کو "اے عورت" کے حقیر اور ذلیل طریق سے مخاطب کرتا ہے۔ اور پھر "مجھے تجھ سے کیا کام؟" کہہ کر اپنے آپ کو اس سے بالکل بے تعلق اور کلی طور پر مستغنی بتاتا ہے۔ کیا ایک سیکنڈ کے لئے بھی ایک منصف مزاج انسان یہ تسلیم کر سکتا ہے۔ کہ اگر فی الواقعہ اس موقعہ پر قرآن مجید کے بتائے ہوئے حضرت عیسیٰ ہوتے۔ اور پھر وہاں ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا ہوتیں (جنکو قرآن مجید نے واصطفٰک علیٰ نساء العالمین یعنے اپنے زمانہ کی عورتوں میں سے اعلیٰ پایہ کی قرار دیا ہے۔ اور جن کے متعلق وبرًّا بوالدتی کے مطابق حضرت عیسیٰ کو ان کا فرمانبردار

رہنے کا حکم دیا ہے۔ تو کیا حضرت عیسیٰ ان سے "اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام ہے" کے الفاظ میں خطاب کرتے؟

انجیل کا یسوعؑ حضرت مریم صدیقہ کا بیٹا نہ تھا

قرآن مجید جس مسیح کو نبی اللہ قرار دیتا ہے۔ وہ اس مریم کا فرزند تھا۔ جسے قرآن مجید نے "صدیقہؑ" کے لقب سے ملقب کیا ہے۔ چنانچہ آتا ہے وصدقت بکلمٰت ربھا (تحریم آخری رکوع) کہ وہ حضرت عیسیٰ کی مصدقہ اور خدا تعالےٰ کے تمام احکام پر کماحقہٗ عامل تھیں۔ حضرت عیسیٰ بھی حقیقی طور پر ان کے فرمانبردار تھے۔ مگر انجیل کا یسوعؑ جس مریم کا بیٹا تھا۔ وہ "مریم صدیقہ" نہ تھی۔ کیونکہ انجیل سے معلوم ہے۔ (۱) یسوع نے اس کی گستاخی کی (۲) وہ یسوع کے دعویٰ کی مصدق اور خدا کی باتوں پر ایمان لاتی تھی۔ چنانچہ متی ۱۲/۴۶-۵۰ و مرقس ۳/۳۲-۳۵ میں مذکور ہے:-

"کسی نے یسوع سے کہا دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں۔ اور تجھ سے باتیں کرنی چاہتے ہیں۔ اس نے خبر دینے والے کے جواب میں کہا۔ کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی؟ اور اپنے شاگردوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا۔ دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں۔ کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے۔ وہی میرا بھائی اور بہن اور ماں ہے"

گویا یسوعؑ اپنی جسمانی ماں کی طرف سے اپنی بے توجہی کا اظہار "کون ہے میری ماں" کے پر حقارت الفاظ میں کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ جسمانی ماں کی مجھے کوئی پرواہ نہیں میری ماں تو وہ ہے جو خدا کی مرضی پر چلے۔ اور خدا کی باتیں سنے اور ان پر عمل کرے (لوقا ۸/۲۱)

اب غور طلب امر یہ ہے۔ کہ یسوع کی والدہ خدا کی باتوں کو سنتی۔ اور ان پر خدا کی مرضی کے موافق عمل کرتی تھیں یا نہیں اگر اس کا جواب اثبات میں دیا جائے۔ تو ثابت ہوگا۔ کہ یسوع کی جسمانی ماں روحانی لحاظ سے بھی اس کی ماں تھی۔ کیونکہ وہ خدا کی مرضی پر چلتی تھی۔ اس لئے یسوع پر اس کی دگنی عزت و تکریم فرض تھی۔ اندریں صورت یسوع کا "کون ہے میری ماں؟" کہنا انتہائی بداخلاقی ہی نہیں۔ بلکہ گناہ شمار کیا جائے گا۔ اور اگر کہو۔ کہ وہ یسوع کی باتوں کو نہیں سنتی تھی۔ اور اس کی مرضی کے مطابق خدا تعالےٰ کی فرمانبردار نہ تھی۔ (انجیل کی محولہ بالا عبارت سے یہی بات درست معلوم ہوتی ہے) تو ماننا پڑے گا کہ اس کی ماں وہ مریم نہ تھی جس کو قرآن مجید نے وصدقت بکلمٰت ربھا وکانت من القانتین کے پاکیزہ الفاظ میں یاد کیا ہے۔ بہر صورت یا تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ انجیل کا یسوعؑ تبرا بوالدتی کے حکم کا نافرمان تھا۔ یا یہ ماننا پڑیگا کہ وہ حضرت مریم صدیقہ کا بیٹا (ابن مریم) نہ تھا۔ دونوں صورتوں

میں وہ قرآن کا مسیحؑ نہیں ہو سکتا:-

ایک "بدچلن" عورت سے "محبت"

قرآن مجید نے جس مسیح ابن مریم کو مقام رسالت پر فائز قرار دیا ہے۔ اس کو ایدناہ بروح القدس کے پاکیزہ الفاظ میں نہایت ہی مقدس انسان اور ہر قسم کی بدی اور بدکاری سے اسی طرح پاک بتایا ہے۔ جس طرح خدا تعالےٰ کے انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں۔ مگر موجودہ اناجیل جس یسوع کو ہمارے سامنے پیش کرتی ہیں۔ اس کے متعلق مندرجہ ذیل واقعات کا انکشاف کرتی ہیں:-

"تو دیکھو۔ ایک بدچلن عورت جو شہر کی تھی۔ یہ جان کر کہ وہ (یسوع) اس فریسی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا ہے سنگ مرمر کی عطردانی میں عطر لائی۔ اور اس کے پاؤں کے پاس روتی ہوئی پیچھے کھڑی ہو کر اس کے پاؤں آنسوؤں سے بھگونے لگی۔۔۔۔ اور اپنے بالوں سے اس کے پاؤں پونچھے" (لوقا ۷/۳۷)

اس واقعہ کی مزید تفصیلات اس عورت کا نام اور دیگر تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل عبارت پڑھیں۔

(۱) "پھر مریم نے جٹا ماسی کا آدھ سیر خالص اور بیش قیمت عطر لے کر یسوع کے پاؤں پر ڈالا۔ اور اپنے بالوں سے اس کے پاؤں پونچھے (یوحنا ۱۲/۳)

(۲) مریم اور اس کی بہن مرتھا کے گاؤں بیت عنیاہ کا لعزر نام ایک آدمی بیمار تھا یہ وہ مریم تھی جس نے خداوند پر عطر ڈال کر اپنے بالوں سے اس کے پاؤں پونچھے۔ اسی کا بھائی لعزر بیمار تھا۔" (یوحنا ۱۱/۱-۲) ثابت ہوا۔ کہ یسوع کے پاؤں پر عطر ملنے والی عورت کا نام مریم تھا۔ جو مرتھا۔ اور لعزر کی بہن تھی چنانچہ (یوحنا باب ۱۱ کی آیت ۵ پر ہے) "اور یسوع مرتھا۔ اور اس کی بہن اور لعزر سے محبت رکھتا تھا"

گویا مرتھا کی بہن وہی مریم تھی۔ جس کا اوپر ذکر آ چکا ہے پھر لکھا ہے:-

"اس عورت کی طرف پھر کر اس (یسوعؑ) نے شمعون سے کہا۔ "کیا تو اس عورت کو دیکھتا ہے۔ میں تیرے گھر آیا۔ تو نے مجھے پاؤں دھونے کو پانی نہ دیا۔ مگر اس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے بھگو دیئے۔ اور اپنے بالوں سے پونچھے۔ تو نے مجھے بوسہ نہ دیا۔ مگر اس نے جب سے میں آیا ہوں۔ میرے پاؤں کو چومنا نہ چھوڑا۔ تو نے میرے سر میں تیل نہ ڈالا۔ مگر اس نے میرے پاؤں پر عطر ڈالا۔ اس لئے میں تجھ سے کہتا ہوں۔ کہ اس کے گناہ جو بہت تھے۔ معاف ہوئے۔ کیونکہ اس نے بہت محبت کی" (لوقا ۷/۴۴-۴۷)

مطلب یہ کہ اس عورت نے بھی اپنی طرف سے محبت کا ایسا اظہار کیا۔ جس کا یسوع کو پوری طرح اعتراف کرنا پڑا۔

اس عورت کے گھر اترنا

پھر آتا ہے:-

"جب جا رہے تھے۔ تو وہ ایک گاؤں میں داخل ہوا۔ اور مرتھا نام ایک عورت نے اسے اپنے گھر میں اتارا۔ اور مریم نام اس کی ایک بہن تھی۔ وہ یسوع کے پاؤں کے پاس بیٹھ کر اس کا کلام سن رہی تھی۔ لیکن مرتھا خدمت کرتے کرتے گھبرا گئی۔ پس اس کے پاس آکر کہنے لگی۔ اے خداوند کیا تجھے خیال نہیں۔ کہ میری بہن نے خدمت کرنے کو مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے۔ پس اسے فرما۔ کہ میری مدد کرے۔ خداوند نے جواب میں اس سے کہا۔ مرتھا مرتھا تو تو بہت چیزوں کے فکر و تردد میں ہے۔ لیکن ضرورت تو ایک ہی چیز کی ہے۔ اور مریم نے وہ اچھا حصہ چن لیا ہے۔ جو اس سے چھینا نہ جائیگا (لوقا ۱۰/۳۸-۴۲)

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یسوع آنا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔ کہ مریم جس کا اوپر ذکر آ چکا ہے۔ گھر کے کام کاج اور خدمت گزاری میں حصہ لے۔ کیونکہ اس کی بہن مرتھا۔ گھر میں اکیلی کام کاج کرتی رہی۔ لیکن جب تھک گئی۔ تو یسوع سے آکر عرض کی۔ کہ وہ اس کی تکلیف کا خیال کر کے مریم کو فرمائے۔ کہ وہ میری مدد کرے۔ تو یسوع نے یہ کہہ کر ٹال دیا۔ کہ ضرورت تو ایک ہی چیز کی ہے"

خاکسار

ملک عبدالرحمٰن خادم۔ بی۔ اے گجراتی

حضرت عیسیٰؑ کی وفات

اخبار "الامان" (۷ر اگست) دہلی میں حسب ذیل خبر شائع ہوئی ہے:-

"انجمن تحقیقات آثار قدیمہ الہ آباد کے ارکان کارا تشریف لے گئے۔ جو ضلع الہ آباد کا مشہور تاریخی مقام ہے۔ ان کا مقصد قدیم تاریخی اشیاء جو بادشاہ جے چند کے قلعے کے کھنڈروں میں دفن ہیں۔ تلاش کرنا تھا۔ انہوں نے ایک تکونی تانبے کی پلیٹ کا انکشاف کیا۔ جس پر فارسی حروف کندہ تھے۔ خیال ہے۔ کہ وہ حضرت عیسیٰ کی وفات سے چھ سو برس پہلے کی ہے۔ اس کو الہ آباد کے عجائب خانے میں رکھ دیا جائیگا"

ان سطور میں ہمارے لئے دلچسپی کا موجب "حضرت عیسیٰ کی وفات" کے الفاظ ہیں۔ جو یقیناً کسی مسلمان نے استعمال کئے۔ کیونکہ کوئی غیر مسلم "حضرت" کا لقب استعمال نہ کرتا۔ پھر ان الفاظ کا "الامان" میں شائع ہونا بتاتا ہے۔ کہ اب "حضرت عیسیٰ کی وفات" تعلیم یافتہ اور سمجھدار مسلمانوں کے لئے کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ کیونکہ احمدیت نے اسے بالکل واضح کر دیا ہے:-

تمدنِ اسلام

تمدّن اور حسنِ معاشرت کے متعلّق اسلامی احکام

اسلام کی فوقیت

اسلام اپنے کمالات کے باعث تمام مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے۔ اور کوئی مذہب نہیں۔ جو اس کی خوبیوں کے سامنے اپنے آپ کو کھڑا کر سکے۔ اسلام کی ہر ایک بیشکردہ بات اپنے اندر کئی حکمتیں رکھتی ہے۔ اور اپنی ہر ایک بات میں بمقابلہ دیگر مذاہب کے ایک خاص امتیاز رکھتا ہے۔ اسلامی تمدن بھی اپنی خوبیوں کی وجہ سے ایک خاص شان رکھتا ہے۔ جو دوسرے مذاہب کے تمدن میں ملنی ناممکن اور محال ہے۔ اسلام نے تمدنی معاملات کو اس قدر ضروری قرار دیا۔ اور انہیں اتنی اہمیت دی ہے۔ کہ خود قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے ان کا ذکر فرمایا اور ان کے متعلق واضح احکام دیئے ہیں۔ ذیل میں اس قسم کی چند آیات درج کر کے ان امور کے متعلق اسلامی تعلیم پیش کی جاتی ہے۔

حُسنِ سلوک کی تعلیم

اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا وذی القربٰی والیتٰمٰی والمساکین وقولوا للناس حسنا کہ ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا۔ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ اور ماں باپ سے احسان اور دوسرے رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں سے بھی نیک سلوک کرنا۔ اور تمام لوگوں سے اچھی اور ان کے فائدہ کی باتیں کہنا۔

اس آیت میں سب سے پہلے خدا تعالےٰ کی عبادت کی تاکید کی گئی ہے۔ اسی میں رسولوں کی اطاعت آجاتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی عبادت کا صحیح طریق اس کے رسول ہی بتاتے ہیں۔ اس کے بعد ماں باپ سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام ماں باپ کی خدمت گزاری اور ان کی رضا جوئی کو کس قدر اہمیت دیتا ہے۔ اس کے بعد دوسرے رشتہ داروں سے عمدہ برتاؤ کرنے کا ارشاد ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں کی گئی۔ بلکہ یتامیٰ اور مساکین سے ہمدردی اور ان کی ممکن امداد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور بالآخر تمام انسانوں سے حسنِ اخلاق کے ساتھ پیش آنے۔ اور انہیں فائدہ پہنچانے کے لئے کہا گیا ہے۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام نے اپنے پیروؤں کو تمدنی لحاظ سے کیسی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔

مالی امداد دینے کا حکم

پھر فرمایا:۔

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن باللہ والیوم الآخر والملئکۃ والکتب والنبین واتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب۔

ان آیات میں جہاں ایمان کے متعلق زیادہ تشریح و تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ پر مرنے کے بعد کی زندگی پر خدا تعالےٰ کے فرشتوں پر۔ الہامی کتابوں پر۔ رسولوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ وہاں خدا تعالےٰ کی مخلوق کی امداد کے متعلق بھی مزید تفصیل پیش کی گئی ہے۔ رشتہ داروں۔ یتامیٰ اور مساکین کے علاوہ۔ مسافروں۔ سوال کرنے والوں۔ غلاموں اور مصائب میں مبتلا لوگوں کو مالی امداد دینے کی تاکید کی گئی ہے

کسی کا مال کھانے اور جھوٹی مقدمہ بازی کی ممانعت

پھر فرمایا۔ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون۔ گویا ایک طرف تو ضرورت مند رشتہ داروں اور تمام حاجت مند لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور انہیں مالی امداد دینے کا حکم دیا گیا۔ اور دوسری طرف ایسے امور سے منع فرمایا جو اموال کی بربادی کا موجب ہوتے ہیں۔ چنانچہ حکم دیا۔ کہ مت کھاؤ اپنے مال جھوٹ اور دغا اور فریب سے۔ اور نہ حکام کے پاس مالی معاملات اس لئے لے جاؤ کہ لوگوں کے مالوں سے کچھ حصہ ناجائز طور پر حاصل کر سکو۔ کون نہیں جانتا۔ کہ آپس کی عداوتوں اور جھگڑوں کا بہت بڑا باعث مالی معاملات کی الجھنیں ہوتی ہیں۔ ان کی وجہ سے نہ صرف آپس کے تعلقات بالکل خراب ہو جاتے ہیں بلکہ مالی اور جانی طور پر بھی سخت تباہی آتی ہے۔ اسلام نے اس بارے میں سخت تاکید کی۔ کہ دوسروں کے اموال ناجائز طور پر حاصل نہ کرو۔ اور نہ یہ جانتے ہوئے۔ کہ فلاں مال میں تمہارا کوئی حصہ نہیں اور اس کے تم حقدار نہیں عدالتوں میں مقدمات کرتے پھرو۔

اگر لوگ اس حکم کی پوری طرح پابندی کریں۔ تو نہایت امن اور آرام کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ بے شمار تمدنی اور معاشرتی مصائب سے بچ سکتے ہیں۔ ان کے آپس کے تعلقات نہایت خوشگوار ہو سکتے ہیں۔ لیکن افسوس اور تو اور آج کل خود مسلمانوں نے اس نہایت اہم حکم کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ اور سب سے زیادہ مقدمہ بازی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ دونوں فریقوں میں سے ایک یقیناً جانتا ہے۔ کہ میرے لئے فلاں مال جائز نہیں۔ لیکن مقدمہ بازی شروع کر دی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اور مال حاصل کرنے کی بجائے جو کچھ پہلے پاس ہوتا ہے۔ وہ بھی مقدمہ بازی کی نذر ہو جاتا ہے۔ عداوتیں بڑھ جاتی ہیں اور کشت و خون تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم

فرمایا۔ وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین کہ خرچ کرو۔ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ اور نیکی کرو۔ اللہ تعالےٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (البقرہ ع) یہ حکم اس لئے دیا تاکہ جن پر خدا تعالےٰ نے اپنا مال خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان پر خرچ کرتے ہوئے انسان کو بشاشت اور خوشی پیدا ہو۔ وہ سمجھے۔ کہ میں در اصل ان کو نہیں دے رہا۔ بلکہ خدا کی راہ میں خرچ کر رہا ہوں۔ اس خدا کی راہ میں جس نے محض اپنے فضل سے مجھے یہ دیا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ جس انسان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گا۔ اور جو اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کریگا۔ وہ دوسروں کا مال ناجائز طور پر حاصل کرنیکا خیال بھی دل میں نہ لائیگا۔ دوسروں کے مال کو ناجائز طور پر حاصل کرنے سے منع کرنا اور خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کا حکم دینے کے ساتھ ہی قرآن کریم نے ایک نہایت ضروری حکم بھی دیا۔

احسان جتلانے اور تکلیف دینے کی ممانعت

یا ایھا الذین آمنوا لا تبطلوا صدقتکم بالمن والاذی کالذی ینفق مالہ رئاء الناس اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے نہ ضایع کرو اپنے صدقوں کو احسان جتانے اور ایذا دینے سے اس شخص کی مانند۔ جو اپنے مال کو لوگوں کے دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے ایسے جنکو محتاج اور حاجت مند سمجھ کر تم مالی امداد دو۔ خواہ وہ تمہارے رشتہ دار ہوں۔ یا یتیم اور مسکین۔ یا دوسرے لوگ ان پر کسی قسم کا احسان نہ جتاؤ۔ اور نہ انہیں کسی قسم کی تکلیف دو۔ اس طرح تمہارا کیا کرایا سب ضائع ہو جائیگا یہ حکم دے کر ایک طرف تو دوسروں کے لئے اپنا مال خرچ کرنے والوں کو بتایا۔ کہ تم جو کچھ خرچ کرو۔ خدا کے لئے کرو۔ تمہیں یہ حق نہیں۔ کہ غرباء اور محتاجوں پر احسان جتلاتے پھرو۔ اور انہیں کسی قسم کی تکلیف دو۔ ان کے جذبات اور احساسات کو صدمہ پہنچاؤ۔ اور دوسری طرف قابل امداد لوگوں کو ذلت سے بچا لیا۔ اور ان کے جذبات غیرت کو پامال نہ ہونے دیا۔ یہ تمدنی لحاظ سے یہ بھی نہایت ضروری امر ہے کیونکہ اگر کوئی شخص کسی محتاج کی امداد کرنے کے بعد اس پر احسان جتلانے لگے۔ اور یہ چاہے۔ کہ اسے اپنا زرخرید غلام قرار دے لے۔ تو اس کے دل میں نہ صرف شکر گزاری کے جذبات پیدا نہ ہونگے۔ بلکہ وہ اپنی تحقیر اور تذلیل سمجھ کر کشیدہ خاطر ہو جائیگا۔

یتیم کے مال کے متعلق حکم

ایک ضروری اور اہم حکم یتیم کے مال کے متعلق یہ دیا۔ کہ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن یعنی یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ۔ البتہ احسن طریق سے یہاں تک کہ وہ اپنا

نظارتوں کے اعلانات

جماعت احمدیہ برہمن بڑیہ کی امارت کے متعلق اعلان

جماعت احمدیہ برہمن بڑیہ (بنگال) کی پچھلی امارت کی میعاد ختم ہونے پر جماعت نے دوبارہ اس سوال پر غور کیا۔ اور صوبہ بنگال کے امیر کی معرفت جو رپورٹ اس کے متعلق میرے پاس بھیجی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جماعت اب امیر کی بجائے پریذیڈنٹ کی منظوری حاصل کرنا چاہتی ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ "پریذیڈنٹ کی صورت میں رائے عامہ کا زیادہ احترام ہوگا۔ بااثر لوگوں کی نیز مبلغ علاقہ کی بھی یہی رائے ہے"۔ میں نے اس معاملہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور فیصلہ کے لئے پیش کیا۔ حضور نے کاغذات کے ملاحظہ کے بعد جو ارشاد فرمایا ہے۔ وہ جماعت احمدیہ برہمن بڑیہ امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ بنگال نیز دیگر جماعتوں کی اطلاع کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے

فیصلہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

میرے نزدیک جماعت برہمن بڑیہ نے کافی طور پر غور سے کام نہیں لیا۔ پریذیڈنٹ کی صورت میں جماعت کی رائے کا احترام امیر کی صورت سے زیادہ نہیں ہوتا۔ جس طرح پریذیڈنٹ کی موجودگی میں کثرت رائے سے فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح امیر کی موجودگی میں بھی کیا جاتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ اگر کسی وقت کوئی ایسی صورت پیدا ہو۔ کہ نمایاں طور پر جماعت کی کثرت رائے ایک ایسی راہ اختیار کر رہی ہو۔ جو سلسلہ کے وقار یا عظمت کے خلاف ہو یا مرکزی احکام کے خلاف ہو۔ تو امیر اس فیصلے کو ملتوی کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے لازمی ہے۔ کہ وہ اپنے اس فیصلے کو جو اس نے کثرت رائے کے خلاف کیا ہے۔ فوراً مرکز میں بھیج کر اس کی تصدیق کرائے۔ پریذیڈنٹ اس فیصلہ کو روک نہیں سکتا۔ وہ صرف اتنا کریگا۔ کہ مرکز کو اس طرف توجہ دلائیگا۔ اس قسم کے حالات سالہا سال انجمنوں کو پیش نہیں آتے۔ اس لئے میرے نزدیک یہ دلیل معقول نہیں۔ اور امیر کی جگہ پریذیڈنٹ مقرر ہو نا ترقی معکوس ہے۔ پس انجمن برہمن بڑیہ کو دوبارہ توجہ دلائی جائے نیز انجمن برہمن بڑیہ کو یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ امارت کے قیام کے بعد

تقرر امیر

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے میر محمد بخش صاحب وکیل کو یکم اگست سے اپریل ۱۹۳۳ء تک امیر مقرر فرمایا ہے لیکن وہ چونکہ آج کل عدیم الفرصت ہیں۔ اور اکثر باہر رہتے ہیں اس لئے اس کے متعلق کچھ عارضی انتظام بھی کیا جائیگا۔ جس کے متعلق عنقریب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری کے بعد اعلان کیا جائے گا۔ ناظر اعلیٰ ۱۱ اگست

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام

انگلستان

چوہدری محمد یار صاحب عارف مبلغ اسلام کا ۲۱ جولائی کا لکھا ہوا جو خط موصول ہوا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے

۱۹ جولائی کو خانصاحب منشی فرزند علی صاحب نے روٹری کلب کالکشن میں تعدد ازدواج اور اسلام پر دیگر اعتراضات کے مفصل جوابات دیئے۔ اس تقریر کے بعض حصے ایک ایڈیٹر نے انتخاب کئے اور اخبار میں شائع کئے۔

۲۰ جولائی کو آپ نے صداقت اسلام پر تقریر کرتے ہوئے بائیبل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کی۔

چوہدری محمد یار صاحب نے ۲ جولائی کو صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک پبلک تقریر کی۔ اس کے بعد مسٹر اسماعیل صاحب نے بھی اسی موضوع پر مزید روشنی ڈالی نیز سوالات کا موقعہ دیا گیا

اتوار کے روز چوہدری محمد یار صاحب نے قرآن مجید کے درس کے دوران میں خصوصیات و فضائل اسلام بیان کئے انفرادی طور پر بھی بعض دوستوں کو سبق دئے گئے۔ ۱۶ جولائی کو مسٹر اسماعیل صاحب نے ایک یہودی سے مناظرہ کیا۔ آدھ آدھ گھنٹہ کی تقریریں ہوئیں۔ اور فریق مخالف کے اس اعتراض کا کہ بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل یہود و دیگر اہل عرب میں محبت تھی۔ لیکن بعثت نبوی کے بعد مقاطعہ یہود کی تعلیم دینے پر عداوت پیدا ہوگئی۔ اچھی طرح جواب دیا گیا۔ مسجد کے گنبد پر تانبہ کا غلاف چڑھایا جا رہا ہے۔ عنقریب مکمل ہو جائیگا۔

امریکہ

مولوی مطیع الرحمٰن صاحب ایم اے مبلغ اسلام ۷ جولائی کو لکھتے ہیں۔ کہ:۔

ہفتہ زیر رپورٹ میں شہر سودیٹ کے عربوں میں تبلیغ کی گئی۔ بروز اتوار ایک جلسہ میں عربی میں تقریر کی۔ اور باہمی اتحاد اور خدمت اسلام کی طرف توجہ دلائی۔ سامعین نے دلچسپی سے حصہ لیا۔ علاوہ ازیں "مسلم سن رائز" کے ۲۲ خریدار بنے۔ تقریر کے بعد چند لوگوں نے مسئلہ ناسخ و منسوخ معراج نزول مسیحؑ وغیرہ پر تبادلہ خیالات کیا۔ اور جوابات سے مطمئن ہوئے۔ مختلف مقامات سے احمدی احباب کے آمدہ خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تبلیغ میں مصروف ہیں۔

حیفا

مولوی اللہ دتا صاحب مبلغ اسلام کے خط مورخہ ۱۲ جولائی کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ کہ

اس ہفتہ میں پندرہ اشخاص کو تبلیغ کی۔ ایک معزز اور تعلیم یافتہ صاحب داخل سلسلہ ہوئے۔ اخبار "سن رائز" کا مضمون دربارہ "البحر المیت" اخبار "فلسطین" میں شائع کرایا گیا۔

۲۵ جولائی تک کے عرصہ زیر رپورٹ میں ۵۹ اشخاص دار التبلیغ میں آئے۔ اور مسیحیت و اسلام۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادیاں۔ احمدیت کا مقصد۔ وفات مسیحؑ وغیرہ مضامین زیر بحث رہے۔ ایک شخص علی امین آفندی داخل سلسلہ ہوئے۔ دینی تربیت کے لئے درس قرآن مجید باقاعدہ دیا جاتا ہے۔ سید عبد الحمید صاحب نے اخبار "البلاغ" کے مراسلہ کا جواب ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا۔ جماعت احمدیہ مصر کی جانب سے مزید چھ شلنگ مظلومین کشمیر کی امداد کیلئے بھیجے گئے

سیلون

مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری مبلغ اسلام نے ایام زیر رپورٹ میں جو کام کیا اس کا مختصر ذکر درج ذیل ہے۔

موضع گمپلا میں بعض مخالفین نے احمدیہ عقائد کے متعلق عوام الناس کو دھوکا دینے کی کوشش کی تھی۔ اس کے ازالہ کے لئے مولوی صاحب نے وہاں ۱۲ صفحہ کا ٹریکٹ تقسیم کیا۔ جس کا اچھا اثر ہوا۔ سیلون میں انسپکٹر جیل کی اجازت سے جیل میں جا کر ایک شخص اپنے ہم مذہبوں کو وعظ و نصیحت کر سکتا ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے وہاں ۲۷ و ۲۴ کو اصلاح نفس اور عملی زندگی پر ایک ایک گھنٹہ تقریریں کیں۔ سنڈے لیکچر حسب معمول ۲۴ و ۳۱ کو راڈ ستر کمپنی کی حویلی میں دئے گئے۔ اس ہفتہ "وحدت الوجود" "مذہبی آزادی اور موجودہ زمانہ کے مسلم" وغیرہ مضامین اخبارات میں شائع کئے گئے۔

آسٹریلیا

صوفی حسن موسیٰ خانصاحب آنریری مبلغ اسلام کے خط مورخہ ۴ جولائی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فرداً فرداً تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں۔

نوشہرہ (جموں) کی مسجد کیوں واگذار نہیں کی جاتی

ریاست جموں وکشمیر میں عہد مغلیہ کی بنی ہوئی متعدد اعلےٰ مساجد اس وقت تک موجود ہیں۔ ان میں سے اکثر اس سے پہلے سرکاری قبضہ میں چلی آتی تھیں۔ ریاست کشمیر کے مسلمان اپنی عبادت گاہوں کو آزاد دیکھنے کے لئے ایک عرصہ سے چیخ و پکار کر رہے تھے۔ تا آنکہ گلینسی کمیشن مقرر ہوا۔ اور اس نے مذہبی شکایات کے ضمن میں تمام مساجد کی واگذاری کی سفارش کر دی۔ اور ہز ہائی نس نے منظور فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ فی الفور ایسی مساجد اور مقابر بلا کسی معاوضہ کے مسلمانوں کے حوالہ کر دی جائیں ؂

قصبہ نوشہرہ (تحصیل بھمبر) میں بھی ایک بادشاہی مسجد عہد جہانگیری کی بنی ہوئی موجود ہے۔ یہ بھی سرکاری قبضہ میں ہے۔ اور اس وقت تک اس میں سرکاری سکول ہے اس میں ہندوؤں کی براتیں اترتی ہیں۔ تماشے ہوتے ہیں۔ ڈیرے اور حکام کے کیمپ لگتے ہیں۔ گھوڑے گدھے باندھے جاتے ہیں۔ مسلمانان نوشہرہ کئی سالوں سے اس مسجد کو واگذار کرانے کے لئے بے قرار ہیں۔ حتیٰ کہ میموریل بھیجے گئے۔ انجمن اسلامیہ جموں نے ریزولیوشن پاس کئے۔ اخبارات میں شور رہا۔ یہاں تک کہ گلینسی سفارشات کی بناء پر یہ عالی شان مسجد بھی واگذار کر دینے کے لئے گورنر صاحب بہادر جموں کے حکم میں آ گئی۔ لیکن بد قسمتی سے نیابت نوشہرہ میں ان دنوں پنڈت نند لال نائب تحصیلدار ان لوگوں میں سے ہیں۔ جن کی ذہنیت یہ ہے۔ کہ مسلمان نظرئہ آئینی حقوق تو ایک طرف ان کو عبادت کے لئے ان کے اپنے بزرگوں کی بنائی ہوئی مساجد نہ دی جائیں چنانچہ جب انہیں مسجد کی واگذاری کا حکم آیا۔ تو انہوں نے لکھ دیا۔ کہ مسجد میں مسلمان نماز پڑھیں گے اور ممکن ہے۔ کہ کسی وقت جوش میں آ کر خزانہ پر جو تحصیل میں ہے حملہ کر دیں۔ پھر کیا ہو گا۔ اس احمقانہ استدلال پر بھی گورنر صاحب نے لکھا۔ کہ مسجد واگذار کر دی جائے۔ مگر ابھی یہی رٹ رہے ہیں حتیٰ کہ مسجد مسلمانوں کو دینے میں قسم قسم کی روکاوٹیں پیدا کی جا رہی ہیں

ہم مہاسبھائی نائب تحصیلدار سے دریافت کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ جموں میں، سرینگر میں بھمبر میرپور۔ کوٹلی حتیٰ کہ ریاست کے سارے ایسے قصبہ جات اور شہروں میں جہاں خزانے بھی ہیں۔ نوشہرہ سے بڑھ کر اہمیت بھی ہے وہاں جب مساجد موجود ہیں نمازیں ہوتی ہیں

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نمائندہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کشمیر میں

چند دنوں سے جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نمائندہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی علاقہ کشمیر میں سری نگر میں تشریف فرما ہیں۔ جب سے جناب شاہ صاحب تشریف لائے ہیں مسلمانان کشمیر کی امداد میں مصروف ہیں۔ اور غریب مسلمانان کشمیر کی شکایات و تکالیف حکام ریاست تک پہنچا رہے ہیں ان کی اس جد وجہد کے اچھے نتائج پیدا ہو رہے ہیں اور حکام ریاست ان کی باتوں کو نہایت غور اور توجہ سے سنتے ہیں۔ معمولی سے معمولی اور غریب سے غریب مسلمان کی آواز شاہ صاحب کے ذریعہ حکام تک پہنچتی ہے۔ اور ان کی تکالیف کا سدباب کیا جاتا ہے۔ حکومت کشمیر کی یہ ہمدردانہ پالیسی قابل تحسین ہے۔ اور ہم مسلمانان کشمیر شاہ صاحب کے از حد ممنون احسان ہیں۔ ہم جناب صدر محترم کشمیر کمیٹی سے نہایت ادب کے ساتھ یہ التجا کرتے ہیں کہ وہ شاہ صاحب کو حکم دیں۔ کہ وہ کچھ عرصہ اور کشمیر میں قیام فرمائیں۔ تاکہ مسلمانان کشمیر کی شکایات دور ہو سکیں

مسلمانان کشمیر بذریعہ غلام محمد

مسٹر محمد یوسف کی بریت

گذشتہ ایجی ٹیشن کشمیر میں مسٹر محمد یوسف بی اے (علیگ) کو حکومت کشمیر نے آرڈی ننس کے ماتحت گرفتار کر کے تین ماہ قید اور پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا دی تھی۔ اس سزا کے خلاف مسٹر محمد یوسف نے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر رکھی تھی۔ جس کی پیشی آنریبل چیف جسٹس سر بی دلال کی عدالت میں ہوئی۔ فاضل جج نے مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل ہائی کورٹ کے دلائل بحث سن کر محمد یوسف صاحب کو بری قرار دیا۔

ہم جہاں محمد یوسف صاحب کو بریت پر مبارکباد دیتے ہیں۔ وہاں مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل اور شیخ محمد احمد صاحب وکیل کشمیر کمیٹی کو بھی ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ جنہوں نے نہایت قابلیت سے مقدمہ میں بحث کی (نامہ نگار)

انجمن ہمدرد اسلام سرینگر کا سالانہ انتخاب

سرینگر کی واحد مرکزی انجمن ہمدرد اسلام کا ایک جنرل اجلاس ۵ اگست ۱۹۳۲ء کو پتھر مسجد میں منعقد ہوا۔ جس میں آئندہ سال کے لئے حسب ذیل عہدہ دار ممبران مجلس منتظمہ قرار پائے

عہدیداران

صدر۔ مولانا سید میرک شاہ صاحب اندرابی فاضل دیوبند

نائب صدر (۱) سر محمد مقبول صاحب جاگیردار (۲) خواجہ غلام احمد صاحب شہداد (۳) خواجہ غلام محمد صاحب جلالی

جنرل سیکرٹری ۔ محمد عبد اللہ صاحب وکیل ہائی کورٹ

سیکرٹری ۔ ابو البشیر محمد سعید صاحب

جائنٹ سیکرٹری ۔ سید محمد مقبول صاحب بیہقی

فنانشل سیکرٹری ۔ بابو محمد ابراہیم صاحب

محاسب۔ شیخ غلام محی الدین صاحب منیجر مسلم بنک سرینگر

خزانچی۔ مسلم بنک

ممبران مجلس منتظمہ

علاوہ عہدیداروں کے ذیل کے اصحاب ممبران مجلس منتظمہ قرار پائے۔ جناب ڈاکٹر عبد الواحد صاحب۔ خواجہ غلام محمد صاحب مفتی ضیاء الدین صاحب۔ مسٹر غلام نبی صاحب۔ سید غلام محی الدین صاحب اندرابی۔ خواجہ محمد شعبان صاحب۔ پیرزادہ نجم الدین صاحب

سیکرٹری انجمن ہمدرد اسلام سری نگر

کشمیر کا محکمہ کوآپریٹو

کشمیر کے لوگ بوجہ روزگار کاروبار کی کمی کے بہت تنگدست ہیں۔ محکمہ کوآپریٹو عوام الناس کا افلاس دور کرنے کیلئے قائم ہوا ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ کشمیر میں جہاں دوسرے محکموں کی روش قابل نفرین ہے وہاں یہ محکمہ بھی عوام الناس کی نظروں میں خوفناک دکھائی دے رہا ہے۔ اس محکمہ کے ملازم کہیں لوگوں کی داڑھیاں منڈواتے ہیں۔ کہیں لوگوں کا منہ کالا کیا جاتا ہے کہیں گالی گلوچ کی جاتی ہے۔ اور کہیں پر تازیانے لگائے جاتے ہیں۔ غرض طرح طرح کی اذیتیں لوگوں کو دی جاتی ہیں۔ اور نہایت جابرانہ طور پر وصولی کی جاتی ہے۔ لوگ اب بخوف عزت وجان ساہوکاروں سے قرضہ نہایت گراں سود پر لے کر سوسائٹی میں دیدیتے ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ محکمہ کے اعلیٰ افسر اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ کیا رجسٹرار صاحب محکمہ اپنے ماتحت عملہ کو ہمدردانہ رویہ اختیار کرنے کی ہدایت دیں گے۔ اور اس مشکل وقت میں۔

صالح نگر ضلع آگرہ کا مبلغ

صالح نگر ضلع آگرہ میں ارتداد کے زمانہ سے جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔ اس جماعت کے سکرٹری چوہدری منور احمد خاں صاحب ترقی اسلام کے لئے درد مند دل رکھتے ہیں۔ اس جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے نیز اس علاقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے مبلغ کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اس کے لئے حکیم عبدالعزیز صاحب امرتسری کی آنریری خدمات حاصل کی گئی ہیں (حکیم صاحب موصوف ارتداد کے زمانہ میں بھی وہاں ڈیڑھ سال کے قریب کام کر چکے ہیں۔) انشاء اللہ حکیم صاحب موصوف ۱۶ اگست کو اس علاقہ میں تبلیغ اسلام کی غرض سے امرتسر سے روانہ ہو جائینگے

اس قسم کے آنریری خدمت کرنے والے اور بھی اصحاب کی سخت ضرورت ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ضلع فیروزپور کا تبلیغی دورہ

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری مہتمم تبلیغ نے دورہ شروع کر دیا ہے۔ وہ ۲۷ اگست تک مندرجہ ذیل پروگرام کے ماتحت دورہ کریں گے۔

ملسیاں ۱۸ اگست زیرہ ۱۹ اگست چبہ ۱۹ اگست
سلے ونڈ ۲۰ اگست ملانوالہ ۲۱ اگست فیروزپور چھاؤنی ۲۲ اگست۔ کنیال کالونی ۲۴ اگست فیروزپور شہر ۲۵ اگست

اس دورہ کے ختم ہونے پر مولوی صاحب بھینی بیلا ضلع گوجرانوالہ میں پہونچ جائیں (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

گوگری ضلع مونگیر میں سیرت النبی کریم کا جلسہ

قصبہ گوگری ضلع مونگیر میں ۲۳ جولائی کو ہائی سکول کے ہال میں سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلسہ اسکول کے ہندو اور مسلمان طلبا اور ماسٹروں کے انتظام سے بصدارت مولوی سید کمال الدین صاحب رئیس مشکی پور بڑی کامیابی کے ساتھ ہوا جس میں ہندو اور مسلمان پبلک کثرت کے ساتھ شریک ہوئی۔ وسیع ہال پر ہو جانے کے بعد کثرت سے لوگ باہر بھی آخیر جلسہ تک کھڑے تقریریں سنتے رہے۔ تقریر کرنیوالوں میں ایک امارت شریعت صوبہ بہار کے مبلغ اور دوسرے مولوی عبدالواسع صاحب پورینوی۔ تیسرے مولوی ظہور حسن صاحب مولوی فاضل مبلغ جماعت احمدیہ متعینہ صوبہ بہار و اڑیسہ اور سید وزارت حسین صاحب احمدی سرکل مینجر راج مونگیر تھے۔ آخیر میں ایک ہندو پنڈت نے بھی مختصر تقریر کی۔ سامعین بڑی دلچسپی کے ساتھ جلسہ میں شریک رہے مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ جماعت احمدیہ اور سید وزارت حسین صاحب احمدی مرحوم سادات

مرحوم سرکل مینجر کی تقریریں خصوصیت کے ساتھ پسند کی گئیں جلسہ کے صدر کے شکریہ کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ ہندو پبلک نے خواہش ظاہر کی ہے کہ مولوی ظہور حسین صاحب سے اسلام کے متعلق پھر بھی گوگری میں تقریر کرائی جائے۔ جس کا انتظام انشاء اللہ وقت مناسب پر کیا جائیگا۔ (نامہ نگار)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ایس ایس وکٹوریہ جہاز ۱۱ اگست کو بمبئی سے یورپ روانہ ہوا۔ جس میں شہزادہ اعظم جاہ بہادر ولیعہد ریاست حیدر آباد دکن شہزادی دُرشہوار۔ ڈاکٹر انصاری مسٹر تصدق احمد خاں شیروانی اور سر پربھا شنکر رکن وفد جنیوا بھی سوار ہیں۔

کلکتہ سے ۱۱ اگست کی اطلاع ہے کہ ایک شخص دہلی سے پچاس ہزار روپیہ مالیت کی ناجائز افیون گذشتہ دنوں کلکتہ لایا تھا جسے گرفتار کر لیا گیا۔ عدالت سے اسے ایک سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائیگی جرمانہ تین ماہ مزید قید کا حکم سنایا گیا ہے اسی طرح رنگون سے ۱۱ اگست کی خبر ہے کہ محکمہ آبکاری کے افسران نے ۴۵ ہزار روپیہ کی ناجائز افیون پکڑی۔ گذشتہ ماہ مئی میں ایک باغ سے ایک لاکھ روپیہ مالیت کی افیون پکڑی گئی تھی۔

کمشنر سندھ نے ایک اعلان شائع کیا ہے کہ سکھر بیگری بند در شنبہ کی نصف شب کو ٹوٹ گیا تھا جس کی وجہ سے سخت خطرہ کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ لیکن اب ٹوٹنے کی جگہ پر قابو پا لیا گیا ہے۔

براہمنوں کی شادی دوسری جاتیوں میں ہندو دھرم کے مطابق جائز خیال نہیں کی جاتی۔ لیکن مسٹر سہدیو رئیس حصار جو کھشتری خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ان کی شادی بٹالہ کی ایک برہمن عورت سے لاہور میں ہوئی ہے۔

مولانا شفیع داؤدی سکرٹری آل انڈیا مسلم کانفرنس نے اعلان کیا ہے کہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اگزیکٹو بورڈ کا اجلاس ۲۱ اگست کو دہلی میں منعقد ہوگا۔ جس میں فرقہ وارانہ فیصلہ پر جس کا اعلان حکومت کی طرف سے ۱۷ اگست کو ہو جائیگا۔ بحث کی جائیگی۔

حکومت پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ چونکہ پنجاب میں کافی لوگوں کے قبضہ میں بغیر لائسنس کے اسلحہ ہیں اس لئے ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۲ء سے پہلے پہلے اگر ایسے اشخاص قریبی تھانہ میں اسلحہ جمع کرا دینگے تو ان کے خلاف کارروائی نہیں کی جائیگی لیکن اس تاریخ کے بعد جس کے پاس اسلحہ پائے جائینگے اس کے خلاف مقدمہ چلایا جائیگا۔

میڈرڈ (ہسپانیہ) میں ۱۰ اگست کو بغاوت پھوٹ پڑی ملوکیت کے حامیوں نے توپ خانہ کی ایک برگیڈ کی امداد سے سرکاری عمارتوں پر دھاوا بول دیا۔ کچھ باغی مورچے لگا کر لڑتے رہے۔ آخر پولیس نے سینکڑوں فائروں کے بعد باغیوں کو پسپا کر دیا اس ذیل میں سابق شاہ الفانسو کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دئے گئے ہیں۔

لکھنؤ کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ سیتا پور میں کانگرسیوں نے ایک "دربار" منعقد کیا۔ جس میں ان رضا کاروں کو جنہوں نے قید کاٹی۔ سندیں اور سارٹیفکیٹ دئے گئے۔

بنگال کونسل کے اجلاس میں ۱۰ اگست کو ہوم ممبر نے ایک سوال کے جواب میں بیان کیا کہ جنوری سے جولائی تک ۴۳ پریسوں اور اخباروں سے ہنگامی اختیارات کے ماتحت ضمانتیں طلب کی گئیں اور ۳۸ پریسوں اور اخباروں کو تنبیہ کی گئی۔

بمبئی میں ۱۲ اگست کو تھرڈ پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں اچانک نصف درجن کانگرس والنٹیر وزیٹروں کی گیلری سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنے چھوٹے چھوٹے سہ رنگ کے قومی جھنڈے نکال کر لہرانے لگے۔ اور نعرے لگا کر کانگرس بلٹین تقسیم کرنے شروع کر دئے۔ آخر مجسٹریٹ کے حکم پر انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ ہائی کورٹ میں بھی اسی قسم کا مظاہرہ کیا گیا۔

مسٹر وٹھل بھائی پٹیل کے بڑے بھائی مسٹر نرسن بھائی پٹیل کو چار سال ہوئے ایک شخص نے قتل کر دیا تھا۔ اور قاتل کا پتہ نہ چلتا تھا۔ اب احمد آباد سے ۱۲ اگست کی خبر ہے کہ ان کے قتل کے الزام میں ایک شخص کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

چٹا گانگ میں ایک متمول مسلمان دوکاندار کے ہاں ۱۰ اگست کو ڈاکہ پڑا جب میاں بیوی نے شور مچانے کی کوشش کی تو ان کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ ڈاکو آٹھ ہزار روپیہ کے زیورات اور نقدی وغیرہ لوٹ کر لے گئے۔

ماسٹر تارا سنگھ نے شملہ جاتے ہوئے ۱۱ اگست کو امرت سر ریلوے سٹیشن پر ایک انٹرویو میں کہا کہ میں عنقریب پنجاب سے چھوت چھات کی لعنت دور کرنے کے لئے زبردست مہم شروع کرنے والا ہوں۔ چوہڑوں اور چماروں کے ہاں جا کر انہیں سکھ بناؤنگا۔

ہنس راج عرف وائرلیس کے خلاف سشن جج حیدر آباد کی عدالت میں جو مقدمہ چل رہا تھا ۱۱ اگست کو اس کا فیصلہ سنا دیا گیا سشن جج نے جعلی سکے اور بغیر لائسنس کے اسلحہ قبضہ میں رکھنے کے جرم میں اسے دس سال قید سخت کی سزا کا حکم سنایا ہے۔

لاہور سے ۱۱ اگست کی خبر ہے کہ ننکانہ صاحب کے دو کمرشل سٹیشن بچیانہ سے ایک نمبردار معاملہ ادا کرنے کی غرض سے جڑانوالہ گیا۔ لیکن جب جڑانوالہ پہنچ کر ٹکٹ دینے لگا تو جیب میں سے سات سو روپیہ کے نوٹ گم پائے۔ گاڑی نصف گھنٹہ لیٹ کی گئی اور اس کمرہ کے مسافروں کی تلاشی بھی لی گئی مگر کامیابی نہ ہوئی۔

کپتان کولڈ سٹریم سول سرجن پشاور کے قاتل عبدالرشید کو جمعرات کے پھانسی دی گئی تھی۔ جوڈیشل کمشنروں نے اسکی تصدیق کر دی تھی۔

ڈاکٹر مونجے ۱۰ اگست کو لنڈن سے ہندوستان آنے کے لئے روانہ ہو گئے۔ لیکن کچھ دن پیرس رہ کر پھر ہندوستان آئینگے۔

ٹوکیو کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ منچوریا کے دریائے سنگاری میں سیلاب آنے کی وجہ سے کنارے کے ۳۰ ہزار چینی باشندے ڈوب گئے۔ اور ایک لاکھ ۲۰ ہزار بے خانماں ہو گئے۔ دراصل پانی یکایک وادی کی طرف بہ نکلا۔ اور ہر طرف تباہی پھیلاتا چلا گیا۔

دہشت انگیزی کے انسداد کے بل کو طویل بحث کے بعد ۶۷ اور ۳۰ ووٹوں کے تناسب سے بنگال کونسل نے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کرنے کے متعلق ہوم ممبر کی تحریک کو منظور کر لیا ہے۔ مسلم ممبروں نے ووٹ گورنمنٹ کے حق میں دئے۔

شملہ میں فرقہ وارانہ تصفیہ کے لئے چند دنوں سے سکھ اور مسلم لیڈروں کے درمیان جو کانفرنس ہو رہی تھی۔ ۱۳ اگست کو بغیر کسی فیصلہ کے ختم ہو گئی۔ سردار اجل سنگھ رکن گول میز کانفرنس نے اخبارات کے نام بیان دیا ہے کہ چونکہ مسلمان پنجاب میں اپنی اکثریت حاصل کرنے پر بضد تھے دوسری طرف سکھ اس قسم کی کسی تجویز کو منظور کرنیکے لئے تیار نہ تھے اس لئے مصالحت کی گفتگو کسی کامیاب نتیجہ کے بغیر ختم ہو گئی۔

ڈاکٹر کچلو صدر انڈین نیشنل کانگریس اور ان کے سکرٹری کو سپیشل آرڈی ننس کے ماتحت ۱۳ اگست کو حکم دیا گیا کہ وہ ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر دہلی سے نکل جائیں۔

اللہ دتا مچھلی فروش کے قتل کے سلسلہ میں لاہور میں آٹھ ہندو نوجوانوں پر مقدمہ چل رہا تھا۔ عدالت ماتحت نے ایک کو قتل اور دوسرے ملزمان کو بلوے کے الزام میں سشن سپرد کر دیا تھا۔ لیکن سشن جج نے ۱۳ اگست کو سب کو بری کر دیا۔

سابق امیر افغانستان یعقوب خاں کی سالی کے متعلق الہ آباد کی ایک خبر مظہر ہے کہ اس نے ڈیرہ دون کی نہر میں ڈوب کر خودکشی کر لی۔ اسکی صحت عرصہ سے خراب تھی۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی